بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفتابِ ملکِ ولایت، خورشیدِ برجِ ہدایت

سلطان الاولیاء، خواجہ خواجگان

قطب الاقطاب حضرت

خواجہ محمد اکبر غریب نواز

چشتی طوری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر مورخہ ۱۶ اور ۱۷ رجب المرجب کو

بہشتی دروازہ

دو رات کھلا رہتا ہے

اللہ محمد چار یار خواجہ قطب فرید

بہشتی دروازہ

طوری اکبری

مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ اَمِنَ (الحدیث)

جو اس دروازے سے گزرے گا وہ بہشتی ہو گا (فرمان نبوی)

(مرتبہ)

صاحبزادہ محمد معین الحق چشتی ظہوری

- الناشر -

انجمن اکبریہ سعدیہ رجسٹرڈ بصیرپور شریف ضلع اوکاڑہ فون ۵۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہشتی دروازہ طوری اکبری

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

آفتابِ ملکِ ولایت، خورشید برجِ ہدایت، سلطان الاولیاءؒ قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمدؐ اکبر غریب نواز چشتی طوری بصیرپوری قدس سرہٗ العزیز اُن پاکباز شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے توحید کا سرمدی نغمہ الاپا اور انسانیت کو ہدایت کی راہ دکھلائی۔ آپ کا نام نامی اسمِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی ذات سے لاکھوں گمراہ انسانوں صراطِ مستقیم کی لازوال اور ابدی نعمت پائی اور آپ کی ذات بابرکت سے فیض یاب ہو کر گمراہی سے بچ گئے۔ آپ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو ظاہری جاہ و جلال کے علاوہ باطنی کمالات کے لحاظ سے بھی ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔ اس عظیم الشان خاندان کا ہر ممبر ظاہری علوم اور باطنی کمالات میں ہمیشہ لاثانی اور بے نظیر رہا ہے یہ مقدس اور عظیم خاندان تین سو سال سے اسلامی، اخلاقی، روحانی اور

تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آپ نسبتاً طور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا نوشیرواں شہنشاہِ عادل سے جا ملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ طریقت سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ ہے جو چونتیس ۳۴ واسطوں سے حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ اعلحضرت بصیرپوریؒ علم و تقویٰ، ورع، ترکِ تجرید، عشق و محبت اور ذوق و شوق، رموز و اشارات میں بے نظیرِ زمانہ اور اپنے عہد میں یگانہ تھے۔ آپ کے کمالات میں سے ایک بہشتی دروازہ ہے جو آپ کے فیضِ عام اور لطفِ دوام کی علامت ہے۔ اعلحضرت غریب نواز بصیرپوریؒ کے روضۂ اقدس کے دو دروازے ہیں۔ ایک مشرق کی جانب ہے جسے نوری دروازہ کہتے ہیں۔ دوسرا جنوب کی جانب ہے جسے بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ بہشتی دروازہ ہر سال ۱۶/ ۱۷ رجب المرجب کی درمیانی راتوں کو اعلحضرت غریب نواز بصیرپوریؒ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر دو راتیں کھلا رہتا ہے۔ جس میں سے آج تک سینکڑوں مشائخ عظام، ہزاروں علماء کرام، مومنین اور لاکھوں کی تعداد میں عوام الناس گزر چکے ہیں۔ بہشتی دروازے کی حقیقت یہ ہے کہ اعلحضرت غریب نواز بصیرپوریؒ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ صادق محمد شاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس طرح حضور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا تھا بالکل انہی

الفاظ میں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے کا حکم یہ ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا جنتی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ اٰمِنَ یعنی جو اس دروازے سے گزرے گا وہ جنتی ہے۔ یہ حدیث ہے نیز حدیث قدسی ہے کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرمادیں تو اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے اور چونکہ اس حدیث کے اسناد متصل ہیں اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس لیئے اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث صحیح اور معتبر ہے۔

بہشتی دروازہ سب سے زیادہ مشہور زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اجمیر شریف میں بہشتی دروازہ ہے لیکن وہ عرس مبارک کے موقع پر سات دن، دن رات کھلا رہتا ہے۔ ایسا ہی حاجی پور شریف تحصیل راجن پور ڈیرہ غازیخان میں حضرت خواجہ نور محمد نارو والہ رحؒ کے روضہ مبارک کا دروازہ محرم کی چھ سات تاریخ کو کھلتا ہے۔ جس کے متعلق یہ روایت ہے کہ حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کھولا۔ اور وہ نارو والہ صاحبؒ کے پیر و مرشد تھے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے کہ کیا یہ دروازے کھلنے شریعت کے عین مطابق ہیں یا نہیں۔ اس پر چار چیزیں ملحوظ رکھنی پڑتی ہیں۔ کعبہ، حجر اسود، قرآن، حدیث۔

مسلمانوں کی متفقہ بنیاد عقیدہ ہے۔ یعنی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں خانہ کعبہ تعمیر کروں چنانچہ انہوں نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور کہا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ یہاں حج عبادت ہے۔ مسلمانوں نے مان لیا۔ پھر حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے نبی بنایا۔ جو ایمان والے تھے انہوں نے مان لیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ خدا نے کتاب قرآن نازل فرمائی ہے اس کو مانو اور اس پر عمل کرو۔ ایمان والوں نے مان لیا۔ پھر حضور نے نماز میں بیت المقدس کی طرف سے رُخ ہٹا کر کعبہ کی طرف نماز پڑھی اور بعدہٗ فرمایا کہ خدا نے حکم دیا۔ مسلمانوں نے مان لیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ مجھے معراج ہوا اور میں خدا سے ہمکلام ہوا۔ نوے ہزار کلام ہونے کی بھی روایت ہے مسلمانوں نے مان لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیا۔ وہ ہر مسلمان پر سنت ہوگیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ تو صرف پتھر ہے اور تو کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن چونکہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بوسہ دیا ہے لہٰذا میں بھی بوسہ دیتا ہوں یہ روایت بھی ہے کہ نوے ہزار کلام جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہوئی اسے خدا کی طرف سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ تیس ہزار ہر ایک کو بتاؤ۔ تیس ہزار جس کو چاہو بتاؤ اور تیس ہزار کسی کو نہ بتاؤ۔ بقول بزرگانِ دین۔ وہ حضرت علی مشکلکشا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو۔ اُن کی وساطت سے بزرگانِ دین

کو پہنچیں اور اسی سے روحانیت و سلسلہ چلا اور چلتا آ رہا ہے۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوئی کہ بزرگانِ دین نے جو کچھ فرمایا وہ درست ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ بسلسلہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک ہیں اور کوئی بھی بات جو ہو وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے ہیں۔ اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ جیسے حضور غریب نواز بصیرپوریؒ نے "تحفۃ النبی" میں فرمایا کہ۔ ؎

ہک تقلید اُس فرض ہے جنہوں کشف نہ مول
پر اس تقلیدوں نوڑ نہ بھڑا پہنچ پاس رسول

جن لوگوں کو بزرگانِ دین پر اعتقاد ہے اور وہ اس کو ایمان کا سب سے بڑا جزو سمجھتے ہیں کہ حضور حضرت خواجہ معین الدین غریب نواز اجمیریؒ زہدا الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ۔ اعلیٰحضرت خواجہ محمد اکبر غریب نواز بصیرپوریؒ اور حضرت خواجہ نور محمد نارووالہؒ صاحب کا دروازہ واقعی اسم بامسمیٰ ہے۔ بقول حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ بقول حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ اور بقول حضرت خواجہ صادق محمد شاہ پوریؒ "مَن دَخَلَ ہٰذَا الۡبَابَ اٰمِنَ"، درست ہے۔ چونکہ میرے پیشوا نے فرمایا ہے اس لئے مجھے اسی طرح یقین ہے کہ جس طرح کعبہ پر، حجرِ اسود پر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام اقوال پر، حضرت خواجہ محبوب الٰہی اور حضرت قبلہ عالم مہارویؒ کے ارشاد پر ہے دوسرے کسی سلسلہ میں بغیر سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے بہشتی دروازے کا

مجھے علم نہیں۔

بہشتی دروازے کا علمی اور شرعی جواز

ایک سوال جو کم علم اور کم فہم لوگ کرتے ہیں یہ ہے کہ ایک گنہ گار یعنی چور، ڈاکو، زانی کے گناہ کیوں کر بہشتی دروازے سے گزرنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم سے جائے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اعمال سے کوئی شخص بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ کی رحمت سے جائے گا۔ یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور آپ؟ آپ نے فرمایا میں بھی اپنے اعمال کی بدولت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہشت میں جاؤں گا۔ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جن کی خاطر ساری کائنات وجود میں آئی ہے کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر بہشت میں نہیں جا سکتے تو پھر ہمارے تمہارے اعمال کی کیا حیثیت ہے کہ ہم ان کی بدولت بہشت میں جا سکیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا یہ عالم ہے کہ آدمی اس کی جس قدر عبادت کرے اس کی عظمت کے سامنے ہیچ ہے کیوں کہ اس سے نہ ذاتِ باری کی عظمت کا حق ادا ہو سکتا ہے نہ شانِ کبریائی کا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ستر بار استغفار پڑھا کرتے تھے حالانکہ آپ معصوم تھے نیز آپ اکثر یہ مناجات کیا کرتے تھے۔

یَا وَهَّابُ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ مَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ ۔

(اے احسانِ عظیم کرنے والی پاک ذات تو اس قدر بلند و برتر ہے کہ نہ ہم تیری عظمت کے مطابق تیری عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ تیرے کمالات کے مطابق تیرے ذکر کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ تیری رحمت کے مطابق تیرا شکر ادا کر سکتے ہیں) جب سرورِ کائنات علیہ السّلام والصلوٰۃ معترف ہیں کہ ان کے سمیت کوئی شخص حقِ عبادت ادا نہیں کر سکتا تو وہی بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہشت میں جائے گا اپنے اعمال کی بدولت نہیں جائے گا کیونکہ ہمارے اعمال اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ہمیں بہشت میں پہنچا سکیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ آیا حدیث "مَنْ دَخَلَ ہٰذِہِ الْبَابَ اٰمِنَ" صحیح ہے یا نہیں ہے ۔ علم حدیث کے ماہرین نے جن کو عرفِ عام میں محدثین کہا جاتا ہے ۔ صحت حدیث کے متعلق اصول مقرر کئے ہیں اور ان اصولوں کے مطابق جس حدیث کا سلسلہ اسناد متصل اور معتبر ہوتا ہے اسے حدیث صحیح قرار دیا جا سکتا ہے چنانچہ اس حدیث کا سلسلہ اسناد بھی اصولِ حدیث کے مطابق بالکل صحیح اور معتبر ہے ۔ اب جو حدیث صحیح ہو اس میں شک کرنا ضلالت اور گمراہی ہے ۔ عین اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کر لے اس کے سارے

گناہ معاف ہو جاتے ہیں نیز فرمایا جو شخص حجرہ اسود کو بوسہ دے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ حج کرنے، حجرہ اسود کو بوسہ دینے اور زبان سے توبہ کرنے میں کیا تاثیر ہے کہ ساری زندگی کے تمام گناہ یک قلم معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ رحمت حق ہے کہ ہماری بخشش کے لئے اس نے اتنے دروازے کھول دیے ہیں کسی نے خوب کہا ہے کہ۔ ع

رحمتِ حق بہانہ مے جوید
(اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے)

چنانچہ بہشتی دروازہ بھی حق تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کے لیے ایک ذریعہ بخشش بنا دیا ہے اگر ہم اس صحیح حدیث کو ہر لحاظ سے تسلیم نہ کریں تو بخشش کی تمام احادیث سے بھی انکار لازم آتا ہے۔ لہٰذا جب حج کرنے، حجرِ اسود کو بوسہ دینے اور توبہ کرنے والی احادیث سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو اس حدیث کی رو سے بھی معاف ہو سکتے ہیں۔ اس میں کون سی قباحت ہے۔ معترضین کو یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت بابا صاحبؒ اور اعلیٰحضرت بصیر پوریؒ کا جنتی دروازہ کوئی عجوبہ روزگار نہیں ہے۔ بلکہ دنیائے اسلام میں اور مقامات بھی ہیں جن کے متعلق یہ بشارت موجود ہے۔ در کتاب "تکملۃ الریاحین" میں لکھا ہے کہ حضرت غوثِ الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے فرمایا ہے

کہ جو مسلمان میری مسجد اور خانقاہ میں داخل ہو گا اس پر عذاب قیامت نہ ہو گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے محراب اور روضہ اطہر کی درمیانی زمین کے متعلق فرمایا ہے کہ "رَوْضَۃٌ مِّنَ الرِّیَاضِ الْجَنَّۃِ"، (یہ ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے) معترض کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ فرمائے ہیں کہ "من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمِنَ" (الحدیث) (جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ بہشتی ہے) اب آپ خود قیاس فرما سکتے ہیں۔ جس طرح ایک گناہ گار آدمی بلکہ کافر و مشرک بھی صدقِ دل سے کلمہ طیبہ پڑھ کر فوراً گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت محبوب الٰہیؒ اور خواجہ صادق محمد شاہ پوری کے قول کے مطابق جو شخص جنتی دروازہ سے گزرتا ہے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے بس بات وہی ہے۔ ع

رحمتِ حق بہانہ مے جوید

اولیائے کرام نے "مَنْ دَخَلَ ہٰذَا الْبَابَ اٰمِنَ"، حدیث کے دو مفہوم لئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن اور اس باطن کا ایک اور باطن ہے سات بواطن تک۔ اسی طرح احادیثِ نبوی میں بھی قرآن عظیم کی طرح جامعیت ہوتی ہے اور محدثین و آئمہ المجتہدین نے ہر حدیث کے کئی مفہوم نکالے ہیں۔ بعینہ اسی طرح اس حدیث کے بھی دو مفہوم

ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی ظاہری مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دروازے سے گزرے گا بہشتی ہے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جو شخص باب طریقت یا سلوک الی اللہ سے گزرے گا قرب و معرفتِ حق سے مشرف ہوگا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا مفہوم صحیح ہے ظاہری یا باطنی جواب یہ ہے کہ دونوں مفہوم اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہری مطلب ہے اور ایک باطنی۔ ایک روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے سات بواطن فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک آیت بین حکم ہے کہ قرآن مجید کو بغیر وضو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا۔ ”لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْن“ اس آیت کریمہ کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو بغیر طہارت نہیں چھویا جا سکتا۔ اور باطنی معنی یہ ہیں کہ جو لوگ مطہر اور گناہوں سے پاک نہیں ہیں وہ حقیقت کلام کو سمجھنا اور پا لینا تو در کنار اسے مس ہی نہیں کر سکتے۔ اب چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اس آیت پاک کے ظاہری معنوں پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور باطنی پر بھی یعنی یہ کہنا صحیح ہے کہ جو لوگ باطنی طہارت یعنی زہد و تقویٰ سے خالی ہیں وہ کلام پاک کے معانی اور مطالب کو چھو تک نہیں سکتے۔ نہ اس کی گرد تک پہنچ سکتے ہیں۔ اسی طرح بہشتی دروازہ کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی رُو سے یہ بھی صحیح ہے کہ جو اس دروازے سے گزرے گا بہشتی ہے اور یہ بھی

صحیح ہے کہ جو شخص حضرت گنج شکرؒ اور اعلیٰحضرت بصیر پوریؒ غریب نواز کے مسلک یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کر لے وہ بہشتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں بھی ایک دروازہ تھا چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ اس بستی سے بیت المقدس مراد ہے یا اریحا جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ جس میں عمالقہ قوم آباد تھے اور اس کو خالی کر گئے۔ وہاں غلے میوے بکثرت تھے۔ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو۔ یہ دروازہ ان کے لئے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا سبب کفارہ ذنوب قرار دیا گیا۔ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔ تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی۔ اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلا ان کی بے حکمی کا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہوں اور زبان

سے حِطَّۃٌ کلمہ توبہ واستغفار کہتے جائیں۔ اُنہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی۔ داخل تو ہوئے سرینوں کے بل گھسٹتے اور بجائے کلمہ توبہ کے تمسخر سے حبّۃٌ فی شعرۃ کہا جس کے معنی ہیں "بال میں دانہ"، آیت میں جو عذاب مذکور ہے یہ عذاب طاعون تھا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے۔ فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجا لانا توبہ کا متمم ہے۔ مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ مقاماتِ متبرکہ جو رحمتِ الٰہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور اطاعت بجا لانا ثمرات نیک اور سرعت قبولیت کا سبب ہوتا ہے۔ در "فتح العزیز" اسی لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے موالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعت بجا لاتے ہیں۔ عرس و زیارات میں بھی یہ فائدہ متصور ہے۔ بحوالہ "کنز الایمان" ترجمہ اعلیٰحضرت بریلویؒ اور تفسیر "خزائن العرفان" حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادیؒ۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس بستی سے مراد اریحا ہے یہ بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں تھا جس میں قوم عمالقہ رہتی تھی۔ اور لشکر بنی اسرائیل کے خوف سے اس گاؤں کو خالی کر کے چلے گئے تھے اور اس میں غلّہ اور میوے بے شمار چھوڑ گئے تھے۔ اس صورت میں یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا ہے۔ اور یہ زمانہ جنگل تیہ میں قید ہونے کا ہی زمانہ ہے۔ تو گویا بنی اسرائیل

کی اس قید کے ہی دو حصے ہیں۔ ایک جنگل میں رہنے کا زمانہ اور دوسرا اس بستی میں رہ کر ان پر من و سلویٰ آیا۔ اور یہاں رہ کر قسم قسم کی نعمتیں ملیں۔ اسی صورت میں ساری آیتوں کے مضمون ترتیب وار ہوجائینگے "وادخلوالباب" اب اس شہر کے آداب کا ذکر فرمایا گیا کہ تم کو وہاں جانے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے بیت المقدس شریف کا دوسرا دروازہ مراد ہے جو آج بھی موجود ہے جس کا نام "باب یا باب القبہ" ہے۔ اب بھی جو شخص اس مسجد میں آتا ہے اسی دروازہ سے آتا ہے اور عام مسلمان اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس دروازے سے داخل ہونے کو مغفرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جیسے کہ مسجد نبوی شریف میں ستون ابولبابہ کے پاس کھڑے ہوکر لوگ توبہ کرتے ہیں اور ہمارے پاکستان میں پاک پتن شریف میں بہشتی دروازے سے لوگ داخل ہوتے ہیں اور یہ دروازہ تقریباً آٹھ سو سال سے کھلا ہوا ہے اور آج تک کروڑوں مومنین جن میں اولیاء، اقطاب بے شمار پاک ہستیاں گذر چکی ہیں اور تاقیامت گزرتے رہیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ متبرک مقامات جہاں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے وہاں جاکر توبہ کرنا اور اطاعت بجالانا زیادہ قبولیت کا سبب ہے جیسے کہ بنی اسرائیل کو توبہ کرنے کے لئے اس متبرک شہر میں بھیجا گیا۔ تفسیر عزیزی نے اس جگہ فرمایا کہ بعض خاندانی اور بزرگ لوگ

ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھ کر توبہ کرنے اور عبادت کرنے سے جلد قبولیت ہوتی ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ ایک دن ہم حضور علیہ السّلام کے ساتھ سفر میں تھے رات کے آخری حصے میں حضور علیہ السّلام ایک پہاڑ سے گزرے جس کا نام دار الحنظل تھا آپ نے فرمایا کہ یہ گھاٹی بنی اسرائیل کے اُس دروازے کی طرح ہے جس سے اُن کو سجدہ کر کے داخل ہونے کا حکم ہُوا اور اُن سے توبہ کرائی گئی۔ ابن ابی شیبہ نے بروایت صحیح فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں اس اُمّت میں ہم اصل بیعت کشتی نوحؑ اور بنی اسرائیل کے دروازہ حطہ کی طرح ہیں یعنی جس طرح بنی اسرائیل کا اس دروازہ میں آنا گناہ کی معافی کا ذریعہ تھا ایسے ہی اُمّتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمارے سلسلہ میں داخل ہونا اور بیعت اور توبہ کرنا گناہ کی معافی کا سبب ہے تفسیر عزیزی بلکہ مثنوی شریف میں تو فرمایا گیا ؎

گر نداری تو دم خوش در دُعا — رو دعا مے خواہ را خوان صفا
ہر کہ اوّل پاک شد از اعتدال — واں دعائش مے رود تا ذوالجلال

یعنی بہتر ہے کہ اپنے لئے کسی بزرگ سے دعا کراؤ کیونکہ ان کی زبان کی نکلی ہوئی دُعا حق تعالےٰ تک پہنچتی ہے جیسے کہ کمان کا تیر اور بندوق کی گولی۔ اگر گولی ہم ہاتھ سے پھینک دیں تو وہ اثر نہ ہوگا جو بندوق سے پھینکنے کا ہوگا۔ دُعا گولی ہے اور ان کی زبان بندوق فائدہ — انبیاء و اولیاء کے مزارات پر حاضر ہو کر دعا کرنا بہت

بہت بہتر ہے۔ امام شافعیؒ دعا کے لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مزار شریف پر آتے تھے۔ (شامی)

ہم کو قرآن نے بھی حکم دیا ہے کہ توبہ کے لئے ہمارے نبی پاک کی بارگاہ میں جاؤ۔

فائدہ ۔ بزرگانِ دین کے شہر کی تعظیم کرنا بھی نیک بختی کی علامت ہے جیسے کہ بنی اسرائیل سے اس شہر کی تعظیم کرائی گئی۔ اس لئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا آرام گاہ تھا۔ مدینہ شریف، اجمیر شریف، بغداد شریف، پاک پٹن شریف، تونسہ شریف اور بصیر پور شریف کی تعظیم کی بھی یہی اصل ہے۔

فائدہ ۔ جن عملوں سے ہم گناہ گاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے نیک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں۔ ہماری توبہ گناہ مٹاتی ہے ان کی توبہ ان کے درجے بڑھاتی ہے۔ ہماری مصیبتیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہیں ان کی مصیبتیں ترقی درجات کے لئے۔ جیسے کہ میدان تیہ میں بنی اسرائیل بھی رہے اور موسیٰ علیہ السلام بھی مگر یہ میدان بنی اسرائیل کے لئے قید خانہ تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے اعلیٰ مقام۔ جو شخص ان حضرات کی توبہ یا مصیبتوں کو دیکھ کر انہیں گنہ گار یا بے دین جانے وہ خود بے دین ہے۔ گناہ گار کی قبر پر پھول یا سبزہ ڈالا جائے تو اس سے عذاب میں کمی ہوتی ہے اور نیک کاروں کی مزار پر ڈالنے سے ان کے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے۔

بہر صورت میرے عقائد کے مطابق یہ دروازے درِ رحمت ہیں نیز دیکھنے میں بھی یہی آیا ہے کہ جو شخص ایک دفعہ اس دروازہ سے گزر جاتا

ہے اس کے دل میں نورانیت آجاتی ہے اور گناہوں سے باز آکر اچھے اعمال کی طرف راغب ہو جاتا ہے ۔ یہ عوام کا حال ہے اور جو حضرات خواص کے زُمرہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس حدیث کے باطنی مفہوم سے بھی مستفیض ہوتے ہیں اور منازل سلوک طے کر کے مقام قرب و معرفت میں جگہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ اس حدیث پاک کے دو مفہوم ظاہری و باطنی بیک وقت صحیح ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ پورے ہو رہے ہیں اور قیامت تک بفضلہٖ تعالےٰ پورے ہوتے رہیں گے ۔ میں اس شعر پہ اس بحث کا اختتام کرتا ہوں ۔ ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مُغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم و منزلہا

سالانہ اعراس مُبارک

بر آستانہ عالیہ اکبریہ سعدیہ نصیرپور شریف

بتاریخ ۔ ۸ ہاڑ ۔ حضرت خواجہ محمد عظیم نصیرپوری قدس سرہٗ

بتاریخ ۔ ۶/۷ جمادی الثانی حضرت خواجہ محمد مقیم نصیرپوری رحمۃ اللہ علیہ

بتاریخ ۔ ۱۶/۱۷ رجب المرجب حضرت خواجہ محمد اکبر غریب نواز نصیرپوری رح

بتاریخ ۔ ۱۲ شوال ۔ حضرت خواجہ محمد سعد اللہ نصیرپوری رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے" اور حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میں اُن لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نبی ہیں نہ شہید، لیکن قیامت میں اُن کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ سے محبت ہے اور جن کو اللہ پیار کرتا ہے۔ وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے نام سے یاد فرمایا اور جن کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ "جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لیئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔ اس جماعت کو تاریخِ اسلام میں اولیاء اللہ، مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صالحین، متقین، اخیار، ابرار اور اہلِ محبت کا بھی گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا انعام یافتہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرامؓ

کے بعد مسندِ رُشد و ہدایت پر فائز ہوئے اور تعلیمِ کتاب و حکمت اور تزکیہِ نفوس کا مقدّس فریضہ انجام دیا۔

سلاسل

اولیاء اللہ کے چار مشہور سلاسل ہیں۔ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، اور سہروردیہ۔ ان میں سے نقشبندیہ خلیفہ اوّل سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے جاری ہوا۔ بقیہ روحانی سلاسل یعنی چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ خلیفہ چہارم سیّدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ سے جاری ہوئے۔ ان چاروں سلاسل کے مشائخ نے تبلیغ اسلام میں کارہائے نمایاں انجام دیئے مگر سب سے زیادہ اثر و نفوذ سلسلہِ عالیہ چشتیہ کو حاصل ہوا۔

چشتیہ بہشتیہ کی وجہ تسمیہ

بعض کم علم اور کم فہم لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہِ عالیہ چشتیہ کو بہشتیہ کیوں کہتے ہیں تو اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحؒ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحؒ کو الہامِ غیبی سے معلوم ہوا کہ سلسلہِ چشتیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا وجودِ مسعود اس اہل سلسلہ کے لئے نجات کا موجب ہوگا۔ اس شخص کی علامت یہ ہوگی کہ ایک وقت اس پر ایک خاص قسم کی استغراقی حالت طاری ہوگی۔ اور اس حالت کی نشاندہی بھی کر دی چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحؒ مدّت تک تلاش میں رہے مگر ان

کے مریدوں اور دوستوں میں وہ صورت نظر نہ آئی۔ اُنہوں نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو وصیت فرمائی کہ اگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں ایسی صورت و علامت نظر آئے تو اُن سے تمام اہلِ سلسلہ کے حُسنِ خاتمہ کے لئے دعائے خیر کرائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے اپنی زندگی میں وہ صورت نہ دیکھی تو اُنہوں نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو وصیت کی۔ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے اپنے وقت میں تلاش جاری رکھی لیکن وہ صورت نظر نہ آئی۔ آپ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کو وصیت فرمائی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اپنی زندگی میں اس شخصیت کی تلاش میں رہے لیکن نہ دیکھی۔ آپ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نظام الدین کو وصیت فرمائی۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ بھی اپنی زندگی میں اس صورت کی تلاش میں تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کو حوض کے کنارے بیٹھے دیکھا۔ ان کے دونوں پاؤں پانی میں تھے۔ استغراق کا عالم تھا اور وہی علامات ان پر وارد تھیں جن کی نشان دہی کی گئی تھی۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے جونہی وہی علامات دیکھیں، چراغ دہلوی کی طرف اتنی جلدی بھاگے کہ دوسرے کنارے سے کپڑوں سمیت حوض میں داخل ہوگئے اور خواجہ نصیر الدینؒ کے پاؤں پکڑ لئے جب وہ قدرے ہوش میں آئے اور اپنے شیخ کو اپنے پاؤں پکڑے ہوئے دیکھا

تو پاؤں کھینچنے چاہیے۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ کام از خود نہیں کیا۔ بلکہ ہمیں حضراتِ خواجگانِ چشتؒ سے یہ وصیّت پہنچی ہے۔ میں نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک کہ آپ سلسلۂ چشتیہ میں سب داخل ہونے والوں (از اوّل تا آخر) کے لئے حُسنِ خاتمہ، نجاتِ اُخروی، اور رضائے خداوندی کی دُعا نہ کریں۔ پس اُنہوں نے دُعا کی۔ اس سلسلہ کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کہنے کی وجہِ تسمیہ یہی ہے۔

تذکرۂ خواجگانِ بصیرپوریؒ

عنقریب زیورِ طباعت سے مرصع ہو کر منصۂ شہود پر آ رہی ہے جس میں سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمدؒ اکبر غریب نواز چشتی ظہوری بصیر پوری قدس سرہٗ اور آپ کے خاندان کے مبارک حالات کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

عمدہ کتابت و طباعت کاغذ اعلیٰ مجلّد خوشنما اور دیدہ زیب ——————

مصنفؒ —— صاحبزادہ محمدؐ معین الحق چشتی ظہوری
بصیر پور شریف ضلع اوکاڑا

مراسمِ عرسِ مُبارک

آفتابِ مُلکِ ولایت، خورشیدِ بُرجِ ہدایت، سلطان الاولیا، خواجۂ خواجگان، اعلیٰحضرت خواجہ محمدؒ اکبر غریب نواز چشتی طوری بصیرپوری قدس سرہٗ العزیز۔

تاریخہائے عرس مبارک سلطان الاولیاء اعلیٰحضرت غریب نواز بصیرپوری قدس سرہٗ کا وصال مبارک ۱۶ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ کو ہوا۔ لیکن عرس مبارک کی رسومات ۶ رجب المرجب سے شروع ہوجاتی ہیں۔ اور ۱۷ رجب المرجب تک جاری رہتی ہیں یعنی کل بارہ دن عرس مبارک ہوتا ہے۔

رسومات کا باطن جس طرح ہر دربار پر اُس کے تاریخی پس منظر کے مطابق مختلف قسم کی رسومات انجام دی جاتی ہیں۔ سلطان الاولیاء اعلیٰحضرت غریب نواز بصیرپوریؒ کے دربار عالیہ پر بھی اس کے مخصوص تاریخی پس منظر کے پیشِ نظر قدیم الایام سے رسومات کا ایک دستور العمل چلا آتا ہے۔ جن کی

ادائیگی میں خاص برکات کا نزول ہوتا ہے جن کا احساس اہلِ نظر کو خاص طور پر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ جو رسومات ظاہری طور پر دربار عالیہ میں ادا کی جاتی ہیں وہ در اصل عکس ہیں ان رسومات کا جو عالمِ بطون میں ادا کی جاتی ہیں بات یہ ہے کہ خاصانِ خدا اور محبوبانِ بارگاہ کا اس جہان سے کوچ کر جانا معمولی بات نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا یوم وفات یومِ وصال ہوتا ہے۔ جب محبوب، محبوب سے جا ملتا ہے۔ حدیث شریف میں یومِ وصال کو یوم عرس کا نام دیا گیا ہے بمصداق حدیث "نم کنومۃ العروس" اور جب اولیاء کرام اس جہانِ فانی سے رحلت فرما کر محبوب حقیقی سے جا ملتے ہیں تو عالم بالا میں اس تقریب کی خوشی منائی جاتی ہے۔ اور خاص فیوض و برکات کا نزول ہوتا ہے جس سے ہر آنے والا مستفیض ہوتا ہے اور یہ بھی عالم بالا کا دستور ہے کہ ہر سال یوم وصال کی تقریب اسی شان وشوکت سے منائی جاتی ہے اور ہر سال انوار و برکات کی بارش ہوتی ہے۔ ویسے تو مزارات پر ہر وقت انوار کی بارش ہوتی رہتی ہے لیکن عرس کے ایام میں خاص اہتمام سے انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے اور اس چیز کا مشاہدہ عرس کے دنوں میں ہر خاص و عام کو حسب استعداد ہوتا ہے لیکن خواص کو زیادہ ہوتا ہے اور رسومات کی انجام دہی میں بھی خاص انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی رسومات عالم بطون میں بھی بیک وقت ادا ہو رہی ہوتی ہیں اب جو شخص اس کا انکار کرے، اُس کو چاہیئے کہ پہلے آنکھیں پیدا کرے اور پھر ان چیزوں کا مشاہدہ خود کر لے گا۔

رسم چلّہ مبارک

مؤرخہ ۷ جمادی الثانی کو عرس مبارک سے

چالیس دن قبل آستانہ عالیہ میں نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ ۹ بجے صبح ایک پُر وقار تقریب منعقد ہوتی ہے۔ روضہ مبارک کے بہشتی دروازہ کے بالکل سامنے صبح ۸ بجے سے ہی زائرین کرام معتقدین و مریدین حضرات مربع شکل میں بیٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ٹھیک ۹ بجے پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت الحاج خواجہ محمد ظہیر اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ محفل میں تشریف لاتے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کے فوراً بعد محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا ہے، ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور پھر حضرت سجادہ نشین صاحب مزار مبارک اور بہشتی دروازہ کے ساتھ چلہ مبارک باندھتے ہیں اور دُعا خیر فرماتے ہیں پھر محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔ تقریب کا اختتام بھی تلاوت کلام پاک سے ہوتا ہے بعد میں تبرکات تقسیم کئے جاتے ہیں۔

محافل سلطان الاولیاء اعلیحضرت غریب نواز بصیرپوری قدس سرہٗ کے سالانہ عرس مبارک کی رسومات کا آغاز ۶ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ ۶ سے ۱۰ رجب المرجب تک روزانہ عصر کی نماز کے بعد سے لیکر مغرب کی نماز سے قبل تک پانچ محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ ہر محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا ہے۔ نعت خوانی ہوتی ہے۔ ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کا شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے اور حاضرین کے لئے دُعائے خیر مانگی جاتی ہے اس کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب تبرکات تقسیم فرماتے ہیں۔ تبرکات میں جَو کی روٹی اور نمکین ساگ ہوتا ہے

تبدیلی غلاف مبارک ۱۱ رجب المرجب کو عصر کی نماز کے فوراً بعد حاضرین بہشتی دروازہ کے سامنے مربع شکل میں بیٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جب حضرت سجادہ نشین صاحب تشریف لاتے ہیں تو سب سے پہلے آپ روضہ مبارک کے

اندر حاضر ہو کر غلاف تبدیل فرماتے ہیں۔ رسم تبدیلی غلاف کے وقت روضہ مبارک کے اندر صرف سجادہ نشین صاحب خلفاء اور خاص مقربین ہوتے ہیں۔ دوسرے کسی شخص کو اُس وقت روضہ مبارک کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ کچھ دیر بعد حضرت سجادہ نشین صاحب باہر تشریف لاتے ہیں۔ پہلے ختم شریف پڑھا جاتا ہے پھر محفل سماع منعقد ہوتی ہے اور آخر میں تبرکات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ تبرکات ہیں جلّے دمیدہ کی روٹیاں) اور حلوہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ رسومات ۱۵ رجب تک اسی طرح روزانہ جاری رہتی ہیں۔

۱۶ اور ۱۷ رجب کی رسومات اور بہشتی دروازہ کا افتتاح

۱۶ رجب کو تہجد کی نماز کے بعد محفل ذکر منعقد ہوتی ہے۔ فجر کی اذان کے بعد نعت خوانی ہوتی ہے۔ نماز فجر کے بعد قرآن خوانی ہوتی ہے ۹ بجے صبح آستانہ عالیہ کے اندر محفل سماع منعقد ہوتی ہے جو کہ ۱۲ بجے تک جاری رہتی ہے اس کے بعد لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ نماز ظہر کے بعد تقاریر کا سلسلہ نماز عصر تک جاری رہتا ہے۔ نماز عصر کے فوراً بعد چادر مبارک کا جلوس حضرت سجادہ نشین صاحب کی قیادت میں برآمد ہوتا ہے جسمیں ہزاروں عقیدت مند، مریدین شرکت کرتے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد پھر نعت خوانی اور تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو رات ۱۰ بجے تک جاری رہتا ہے۔ جلسہ کے فوراً بعد بہشتی دروازہ کا افتتاح ہوتا ہے یہ عرس مبارک کی آخری اور خاص تقریب ہے۔ بہشتی دروازہ کھولنے سے پہلے محفل سماع ہوتی ہے یہ محفل لنگر خانہ کے صحن میں کھڑے کھڑے قائم رہتی ہے اور قوال

کھڑے ہوئے قوالی کرتے ہیں۔ پھر حضرت سجادہ نشین صاحب جلوس کی صورت میں روضہ مبارک کے بہشتی دروازہ تک تشریف لاتے ہیں اور نعروں اور گولوں کی گونج میں بہشتی دروازہ کھولتے ہیں۔ پہلے خود داخل ہوتے ہیں اور پھر دیگر سجادہ نشین حضرات اور معزز حضرات بہشتی دروازہ سے گزر کر مشرقی دروازہ سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد عوام کا داخلہ شروع ہو جاتا ہے۔ خواجہ کے ہزاروں پروانے ذکر الٰہی اور فرید فرید کے نعرے لگاتے ہوئے بہشتی دروازے میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ سماں رات بھر رہتا ہے۔ اسی طرح دوسرے دن بھی اسی طرح رسومات جاری رہتی ہیں۔ اور دوسرے دن بھی بہشتی دروازہ اسی طرح کھلتا ہے۔

غسل کی رسم

۱۸ رجب کی صبح کے وقت مزار شریف کے پورے احاطہ اور روضہ مبارک کو غسل دیا جاتا ہے اور مزار شریف پر صندل لگایا جاتا ہے۔ صندل خشک ہونے پر حضرت سجادہ نشین صاحب روضہ مبارک پر آتے ہیں اور تقریب میں شرکت فرما کر روضہ شریف کے اندر تشریف لے جاتے ہیں اور تمام حاضرین کے لئے دعا خیر فرماتے ہیں دعا کے ساتھ ہی عرس مبارک کی تقاریب کا اختتام ہوتا ہے۔ یہ رسومات قدیم الایام سے جاری ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ تا قیامت یونہی جاری و ساری رہیں گی۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی — چراغِ چشتیاں را روشنائی
اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغِ چشتیاں ہرگز نہ میرد
الٰہی تا بہ ابد آستانِ یار رہے — یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

مثنوی مولانا روم

یک زمانه صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ

فیضِ حق اندر کمالِ اولیاء
نورِ حق اندر جمالِ اولیاء

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

چوں شوی دور از حضورِ اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

پیرِ کامل صورتِ ظلِّ خدا
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

ہر کہ پیر و ذاتِ حق را یک نہ دید
نے مرید و نے مرید و نے مرید